اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ
وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ
وَنَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ
اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ
یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا
وَسَنَدَنَا وَحَبِیْبَنَا وَشَفِیْعَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ!
وَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج
وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَکُوْنُوْا
کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ۝
اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝
وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ
وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ
وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ
میرے محترم بزرگو اور دوستو!

آج پہلی مرتبہ آپ کے اس مدرسہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لطیف آباد میں بھائی لیاقت صاحب اور ان کے اہل خانہ کی دعوت پر حاضری ہوئی ہے میرے دوستو! پیغمبر علیہ السلام نے چودہ پندرہ سو سال پہلے ہم انسانوں کو ایک حقیقت سمجھائی ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مادہ عشق اور مادہ محبت رکھا ہے اسی وجہ سے انسان دوسری مخلوقات سے ممتاز ہے صرف عقل کی بنیاد پر ممتاز نہیں یہاں حضرات علماء کرام بھی موجود ہیں جانتے ہیں کہ فرشتوں کو بھی اہل عقل میں شمار کیا جاتا ہے اگر فرشتوں کو عقل نہ ہوتی تو کبھی اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرتے کہ ﴿قَالُوٓا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۳۰) اے اللہ تعالیٰ تو کس مخلوق کو پیدا کر رہا ہے؟ جو دنیا میں فساد مچائے گی اور دنیا میں خرابیاں کرے گی یہ عقل کی بنیاد پر سوال ہوا ہے اس لیے کہ اگر صرف عقل کی بنیاد پر انسان کی فضیلت ہوتی تو عقل فرشتوں کے پاس بھی ہے؟

انسان کی وجہ فضیلت

میرے دوستو! پھر ہماری وجہ فضیلت کیا ہے؟ اس عقل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر مادہ عشق و محبت بھی رکھا ہے میں بہت سیدھی سادی بات کرتا ہوں کانوں کے ساتھ دل کے دروازے کھول کر رکھیں انشا اللہ مختصر وقت میں کام بن جائے گا یہاں حکیم بھی موجود ہیں ان سے پوچھ لیجیے کہ کشتہ کھانے میں دیر نہیں لگتی لیکن اس کی طاقت دیگ جیسی ہوتی ہے

عقل اور عشق میں فرق

مفسرین نے لکھا ہے کہ شیطان کو جب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کر تو اس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ اس نے عقل کا سہارا لیا اس لیے کہ اس میں خدا کا عشق نہیں تھا اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کے بوجھ کو اٹھا جس کو

قرآن نے کہا ﴿اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ﴾ (سورۃ الاحزاب آیت ۷۲) ''ہم نے پیش کی امانت آسمانوں پر زمینوں پر پہاڑوں پر'' یعنی اس شریعت مطہرہ کی امانت کو۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک پتھر کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے یہ امانت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو آسمانوں پر پیش کیا زمینوں پر پیش کیا پہاڑوں پر پیش کیا

﴿فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ﴾ (سورۃ الاحزاب آیت۷۲) ''پھر سب نے اسے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھاویں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اس کو انسان نے'' سب نے کہا اللہ تعالیٰ ہم اس پر پورے نہیں اتر سکتے اس لیے کہ ہم عذاب سے ڈرتے ہیں ہم پورا نہ کریں گے تو جہنم میں جانا پڑے گا اے اللہ تعالیٰ ہمیں اسی حالت میں ہی رہنے دیجئے ہم یہ بار نہیں اٹھا سکتے۔

شیطان کی عقل پرستی

میرے دوستو! ایک حکم شیطان کو ملا اس نے مخالفت کر کے اپنی عقل کو استعمال کیا کہا کہ اللہ تعالیٰ میں آدمؑ سے افضل ہوں ﴿قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ ؕ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ﴾ (سورہ ص آیت ۷۶) میری پیدائش آگ سے ہوئی ہے جو اوپر جاتی ہے آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے جو نیچے جاتی ہے اس کے مادے میں نیچے جانا ہے اور میرے مادے میں اوپر جانا ہے تو اوپر جانے والا نیچے والے کو کیسے سجدہ کرے؟ شیطان نے عقل استعمال کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ عقلی دلیل پیش کی میں کیسے سجدہ کروں؟ ﴿قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ﴾ میں اس سے افضل ہوں یہ مفضول ہے میں کیسے سجدہ کروں اس کو؟

آدم علیہ السلام کا عشق و محبت

ادھر آدم علیہ السلام دیکھ رہے ہیں کہ آسمان ہاتھ باندھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم یہ بار امانت نہیں اٹھا سکتے زمین ہاتھ باندھ رہی ہے اللہ تعالیٰ میں نہیں اٹھا سکتی پہاڑ ہاتھ باندھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم نہیں اٹھا سکتے اس کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام نے یہ ذمہ داری کیوں اٹھائی؟ حضرت جنید بغدادیؒ سید الطائفہ صوفیاء کے بزرگ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے ان میں عشق کا مادہ تھا انہوں نے جب محبوب کا حکم سنا تو نتیجے پر نظر نہیں کی اور امانت اٹھالی کیونکہ عاشق کبھی انجام کو نہیں دیکھتا کہ انجام کیا ہوگا؟

جو آغاز میں فکر انجام ہے
تیرا عشق شاید ابھی خام ہے

صحابہ کرامؓ میں درجات

پیغمبر علیہ السلام نے بھی فرمایا بخاری شریف کی حدیث ہے اور قرآن مجید کا ارشاد ہے ﴿وَمَالَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ م بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ (سورۃ الحدید آیت ۱۰) وہ جماعت جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہونے والا صحابی ایک مد جو، پانچ سیر یا ایک سیر اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے اور فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والا میر اصحابی احد پہاڑ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے تو فرمایا ایک سیر جو والے کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

وجہ فرق کیا ہے؟

اس لیے کے فتح مکہ سے پہلے ان کے سامنے کوئی تابناک انجام نہیں تھا سوائے

اپنے آپ کو ویران کرنے کے سوائے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر قربان ہونے کے سوائے گھر بار چھوڑنے کے اور فتح مکہ کے بعد حکومت قائم ہوگئی پیغمبر علیہ السلام کا جھنڈا لہرا گیا پہلے والوں کا عمل خالص عشق کی بنیاد پر تھا اور بعد والوں نے عشق کے ساتھ نتیجے کو بھی دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات میں بھی فرق کر دیا۔

صوفیاءکرام کا عشق

یہ صوفیاءکرام اللہ تعالیٰ کے عاشق کیوں ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے عشق کیوں کرتے ہیں؟ قرآن وحدیث میں غور تو کرو آدم علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے یہی وجہ ہے کہ شیطان سے جب غلطی ہوئی تو جیل وجحت میں پڑ گیا اور آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو فوراً پکار اٹھے۔

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَا ﴾ اللہ تعالیٰ غلطی ہوگئی معاف کردے اللہ تعالیٰ معاف کردے اللہ تعالیٰ معاف کردے یہ ہے عاشق کا کام کہ وہ اپنے محبوب سے معافیاں مانگتا ہے اور در محبوب کو نہیں چھوڑتا اس لیے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جب پہلی مرتبہ کوہ طور پر گئے اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی کلام کیا تو بہت مزا آیا موسیٰ علیہ السلام کو اتنا مزا آرہا تھا اللہ تعالیٰ کا کلام سننے میں کہ ان کے بال بال سے کلام الٰہی اندر جا رہا تھا بلکہ بال بال سن رہا تھا انکے ہاتھ بھی کلام الٰہی سن رہے تھے پاؤں بھی سن رہے تھے سینہ بھی سن رہا تھا کان بھی سن رہے تھے آنکھیں بھی سن رہی تھیں زبان بھی سن رہی تھی یعنی موسیٰ علیہ السلام کا پورا وجود اللہ تعالیٰ کے کلام کے سامنے کان بن گیا تھا کیوں؟ اس لیے کہ مولا کا کلام تھا اور یہ سارے اعضاء مولا کے غلام ہیں۔

قیامت کے دن اعضاء کی گواہی

دیکھئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴾ (سورہ یٰسین آیت

۶۵) قیامت کے دن ہم منہ پر مہر لگا دیں گے ہاتھ بات کرے گا کیونکہ ہاتھ کا رابطہ پہلے خدا سے ہے اس کے بعد میرے اور آپ سے ہے پاؤں میرے اور آپ کے بعد میں ہیں پہلے اللہ تعالیٰ کے ہیں اس لیے جب ان تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے بولو تو وہ بولیں گے اور انسان کے خلاف گواہی دیں گے تو انسان ان کو کاٹے گا کہ تم نے میرے خلاف کیوں گواہی دی؟ یہ اعضاء جواب دیں گے اور کہیں گے کہ ﴿اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْ یَکْسِبُوْنَ﴾ (سورہ یٰسین آیت ۶۵) جس نے ہر شے کو زبان بخشی اس نے ہمیں بھی زبان بخشی۔

موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب خدا تعالیٰ کا کلام سنا تو ان کا پورا وجود کان بن گیا اور خوب مزا اور لذت آئی اس لیے تو پھر لذت میں بات آگے بڑھادی اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں ﴿وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۷) اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے تو جواب صرف اتنا تھا ﴿قَالَ هِیَ عَصَایَ﴾ " موسیٰ بولے یہ میری لاٹھی ہے" صرف اتنا ہی جواب تھا لیکن کیا کہہ رہے ہیں ﴿اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی﴾ (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۸) " اے اللہ تعالیٰ یہ ڈنڈا ہے جس سے سہارا لیتا ہوں بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی اس سے کام لیتا ہوں" سوال پوچھا ہے کہ ہاتھ میں کیا ہے؟ اور موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں لمبی تمہید باندھی کیوں؟ میرے شیخ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عاشق تھے جب انہیں اپنے محبوب سے کلام کا موقع ملا تو کلام طویل کر دیا علماء جانتے ہیں (دیکھیے مختصر المعانی)

ہمارا تصوف بلا دلیل نہیں

اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم شیخ العرب والعجم فرماتے ہیں کہ ہمارا تصوف بلا دلیل نہیں ہے۔ حوالہ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں لمبی بات کی یہ انداز فصاحت کے خلاف ہے کیونکہ جتنا سوال تھا اتنا ہی جواب ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ جواب صرف اتنا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ ڈنڈا ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نے کیا جواب دیا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ ڈنڈا ہے میں اس سے سہارا لگا تا ہوں بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی اس سے میرے کئی کام ہیں موسیٰ علیہ السلام نے بات بڑھا دی اور وہاں پر لکھا ہے کہ جب انسان کو اپنے محبوب سے گفتگو کا موقع مل جاتا ہے تو وہ اپنی محبت کی تمہید کو طوالت دیتا ہے اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم شیخ العرب والعجم فرماتے ہیں کہ ۔

خرد کہتی ہے باتیں مختصر کر اُن سے اے ناداں
محبت کی مگر تمہید طولانی نہیں جاتی

اس لیے لمبی بات کردی کیونکہ عاشق تھے پیغمبر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا ہے تبھی تو امت کو عشق منتقل کرتا ہے پیغمبر کی صحبت سے عشاق پیدا ہوتے ہیں چنانچہ صحابہ کرامؓ کے عشق کو دیکھو صحابہؓ خدا کے نام پر کٹ جاتے تھے کھولتے ہوئے کڑاہوں میں کود جاتے تھے اور یہ سب پیغمبرؐ کی صحبت سے ملا تھا آہ ۔

ان کے کوچے سے لے چل جنازہ میرا
جان دی میں نے جن کی خوشی کے لیے
بے خودی چاہیے بندگی کے لیے

ربا ربا کہہ کے در مولا سے چمٹ جاؤ

موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جب رب تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا مزا آیا تو ایک

سوال کیا کہ اللہ میاں آپ کا قرب حاصل کرنے کا اور آپ کے اور قریب ہونے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ پہلی ملاقات میں ہی محبوب سے سوال ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے موسیٰ بچہ جو سلوک اپنی ماں کے ساتھ کرتا ہے جب اس کی ماں اس کو مارتی ہے جھڑکتی ہے دھتکارتی ہے گلی میں دھکا دے دیتی ہے وہ پھر بھی ماں ماں کر کے ماں کے قدموں میں ہی آتا ہے ماں کے در کو نہیں چھوڑتا اماں اماں کی رٹ لگائے رکھتا ہے مار بھی کھا رہا ہے رو بھی رہا ہے لیکن وہ اماں اماں ہی پکارتا ہے اور اپنی ماں کے قدموں کو نہیں چھوڑتا اسی طرح بندہ بھی جب مجھ سے ایسا معاملہ کرتا ہے مجھ سے چمٹ جاتا ہے اگر میں کبھی اس پر آزمائش بھی لاؤں تو یہ ربا ربا کہہ کے میرے در کو چمٹ جاتا ہے تو میں اس کو اپنا مقرب بنانا چاہا جاتا ہوں ۔

خدا کے فضل کی علامت

ایک اللہ والے جا رہے تھے تو ایک ماں اپنے بیٹے کو مار رہی تھی ہم نے طالبعلمی میں یہ قصہ اپنے شیخ سے سنا میں تو طالبعلمی سے ہی اپنے شیخ کا غلام ہوں کراچی میں میں بنوری ٹاؤن میں میں پڑھتا تھا اس وقت میری داڑھی بھی نہیں آئی تھی اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ مولانا جلیل احمد طویل الصحبت ہیں انہوں نے میری لمبی صحبت اٹھائی ہے الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ ان کا فضل ہی ہے جو اللہ والوں کے پاس لے جاتا ہے اگر یہ دیکھنا چاہو کہ اس بندہ پر خدا کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنا بنانا چاہتے ہیں تو اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کو کسی اللہ تعالیٰ کے پیارے اور اللہ تعالیٰ کے غلام سے محبت ہو جائے گی یہ دلیل ہے کہ خدا اس کو اپنا پیارا بنانا چاہتا ہے

خدا کے غضب کی علامت

اور اگر یہ دیکھنا چاہو کہ اس پر خدا اپنا قہر لانا چاہتا ہے اور اس کو شراب قہر پلا رہا

ہے جس کو مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں

از شراب قہر چوں مستی دہد

اگر اللہ تعالیٰ جس کو شراب قہر کی مستی دے رہا ہے تاکہ بعد میں اس کو پکڑ لے تو فرمایا

نیست ہا را صورت ہستی دہد

دلیل یہ ہوگی کہ گلنے سڑنے والی لاشوں پر وہ مرتا ہوگا ان کے عشق میں مبتلا ہوگا غیر اللہ کے عشق میں مبتلا ہوگا یہی **دلیل** ہے کہ خدا کے غضب کا کوڑا اس پر پڑنے والا ہے

نیست ہا را صورت ہستی دہد

جو چیزیں نیست (ختم ہونے والی) ہیں وہ اس کو ہست (باقی رہنے والی) معلوم ہوتی ہیں یہی **دلیل** ہے کہ یہ انسان ویران ہونے والا ہے خدا اس کو شراب قہر پلا رہے ہیں۔

اللہ والے کا قصہ

اگر یہ دیکھنا چاہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی شراب محبت پلانا چاہتے تو اس کو اپنے پیاروں کے ساتھ منسلک فرماتے ہیں تو میں نے اپنے شیخ سے خود سنا کہ ایک اللہ والے جا رہے تھے دیکھا کہ ایک ماں اپنے بیٹے کو مار رہی تھی مارتے مارتے ماں نے اس کو گھر سے باہر دھکا دیا اور دروازہ اندر سے بند کر دیا بچہ اماں اماں کرتا رہا اور دروازہ بھی کھٹکھٹاتا رہا اللہ والے یہ منظر دیکھ رہے تھے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دیدہ عبرت دیتے ہیں اور وہ ہر چیز کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو ان اللہ والوں نے دیکھا کہ بچے نے ماں کا در نہیں چھوڑا اور رو رو کر تھک گیا روتے روتے تھک کر وہیں ماں کی چوکھٹ پر مٹی کے اوپر ہی سو گیا اب تھوڑی دیر کے بعد ماں کو بھی دل میں گھبراہٹ ہوئی کہ

میرے بچے کی آواز نہیں آرہی پریشان ہو کر اس نے دروازہ کھولا تو دیکھا بچہ چوکھٹ پر ہی سو رہا ہے اور آنسو اس کی گال پر ہیں بس ماں کا کلیجہ منہ کو آ گیا چیخ ماری اور اس کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور روتی ہوئی اندر لے گئی تو ان اللہ والے کی یہ ماجرا دیکھ کر چیخ نکل گئی اور انہوں نے بے ساختہ کہا اے اللہ اگر بچہ ماں کے در کو نہ چھوڑے تو ماں کو رحم آجاتا ہے اگر بندہ بھی تیرے در کو نہ چھوڑے تو تجھے بھی رحم آجائیگا

بندوں کا اصل امتیاز

میرے دوستو! یہ ہے ہمارا اصلی امتیاز جو آدم علیہ السلام کے طرز عمل میں ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب امانت کا وہ پتھر اپنے کندھے پر رکھا تو اس کے بوجھ سے ان کے قدم ڈگمگا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم کیوں کہ تو نے میری محبت کیوجہ سے یہ بوجھ اٹھایا ہے اگر چہ اسے اٹھانے میں تجھے مشکل ہو رہی ہے تو سن میں اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اب اس بوجھ کو آسان بنانا میرا کام ہے

ہماری نیکیوں کی حقیقت

چنانچہ ہوتا کیا ہے! اللہ تعالیٰ نیکی کی کیسے مدد کرتے ہیں میں اس کی مثال یوں دیتا ہوں کہ جب تندور پر آٹا بھیجا جاتا ہے تو خاص طور پر چھوٹے چھوٹے بچے ضد کرتے ہیں کہ ہم اٹھا کر لے جائیں گے آپ حضرات نے یہ منظر دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو ہم نے کئی مرتبہ یہ منظر دیکھا ہے کہ چھوٹا بچہ چار سال کا ابا سے ضد کرتا ہے کہ میں آٹا تندور پر لے کر جاؤں گا تو ابا اس کے سر پر تھال رکھ تو دیتا ہے مگر وزن خود اٹھالیتا ہے بظاہر تو اس کے سر پر رکھا ہوا ہے اور حقیقت میں وزن خود اٹھایا ہوا ہے اور وہ بچہ ننھے ننھے ہاتھ لگا رہا ہے اور ایسے جا رہا ہے جیسے بوجھ اسی نے اٹھایا ہوا ہے اسی طرح تندور پر پہنچا دیتا ہے پھر ابا جیب سے روپیہ نکال کر دیتا ہے کہ شاباش بیٹا آج تو تو نے کمال کر

دیا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اسی طرح جب ربا کو بندوں سے محبت ہو جاتی ہے اور پیار آجاتا ہے تو پھر ربا بھی خود توفیق دے کر مشکل سے مشکل عبادت کرا دیتا ہے کام خود کرا دیتا ہے اور نام ہمارے لگا دیتا ہے ۔

کار فرما تو لطف ہے ان کا
ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

شیطان عاشق نہ تھا

میرے دوستو! عشق و محبت ہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے ہم ساری مخلوقات سے ممتاز ہیں کہ ہم میں اللہ تعالیٰ نے عشق کرنے اور محبت کرنے کا مادہ رکھا ہے اس لیے کہتے ہیں کہ شیطان کے پاس تین ''ع'' تھے چوتھا ''ع'' نہیں تھا ورنہ وہ گمراہ نہ ہوتا نمبر (۱) عالم بھی تھا اگر عالم نہ ہوتا ؟ تو علماء کو گمراہ کیسے کرتا یہ ظالم عالم بھی تھا سارے نبیوں کا علم جانتا ہے جبھی تو چکر دیتا ہے چنانچہ کتنے لوگوں کو علم کے راستے سے گمراہ کرتا ہے لوگ قرآن وحدیث بیان کر کے گمراہ کرتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہوتے ہیں بات بظاہر قرآن کی کرر ہے ہوتے ہیں اور اسی میں دوسروں کو گمراہ کرر ہے ہوتے ہیں اور خود بھی گمراہ ہور ہے ہوتے ہیں شیطان ان پر ایسا تلبیس کرتا ہے وہ خود بھی چکر میں پڑجاتے ہیں خود بھی اندھیروں میں رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی اندھیروں میں رکھا ہوا ہے ۔نمبر (۲) عابد بھی تھا بڑی عبادت کی یحییٰ منیریؒ ہندوستان کے بڑے بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ سات لاکھ سال عبادت کی زمین وآسمان کا کوئی چپہ ایسا نہیں جہاں شیطان نے سجدہ نہ کیا ہو ۔نمبر (۳) عارف بھی تھا اللہ تعالیٰ کو پہچانتا بھی تھا جبھی تو عین حالت غضب میں بھی درخواست دے دی ﴿ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴾ (پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۷۹) اے اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے مجھے مہلت دید یجئے کیوں کہ یہ ظالم جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ حالت غضب میں بھی مغلوب

نہیں ہوتے کیونکہ اللہ، اللہ ہے اور بندہ، بندہ ہے جب غصہ میں ہوتو بندہ مغلوب ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ مغلوب الحال نہیں ہوتے اس لیے عین اس حالت غضب میں بھی شیطان نے درخواست دے دی تو شیطان اللہ تعالیٰ کا عارف بھی تھا اللہ تعالیٰ کو جانتا بھی تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا عاشق نہیں تھا چوتھی ''ع'' نہیں تھی اس کے پاس اس لیے گمراہ ہو گیا اگر عاشق ہوتا تو حیل وحجت نہ کرتا عاشق کا کام ہی مان کر چلنا ہے۔

مولیٰ سے دوری کی وجہ

جو اپنی مرضی کرتا رہے وہ کب منزل پر پہنچ سکتا ہے؟ آج لوگ حیل وحجت کرتے ہیں اس لیے منزل پر نہیں پہنچتے مولانا جلال الدین رومیؒ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی نے مصور سے کہا کہ میرے جسم پر شیر کی تصویر بنا دے ویسے تو تصویر بنانا اور جسم پر کندوانا حرام ہے نام لکھوانا بھی حرام ہے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جاتا ہے

تو وہ آدمی مصور کے پاس گیا کہ میرے جسم پر شیر کی تصویر بنا دے اب طریقہ یہ ہے کہ سلاخ گرم کی جاتی ہے اور نیلے تھوتھے میں ڈبوئی جاتی ہے اور پھر اس سلاخ سے جسم کو داغا جاتا ہے اور پھر وہ تحریر یا تصویر اس جسم کا حصہ بن جاتی ہے اور کبھی مٹتی نہیں اب وہ جو شیر بنانے لگا اور اس نے سوئی ڈبو کر جب اس کو لگائی اور گرم گرم سوئی جب اس کے بدن کو لگی تو وہ زور سے چیخا اور بولا ارے کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ شیر کی دم بنانا شروع کی ہے کہنے لگا چھوڑو یار بغیر دم کے بھی شیر ہوتا ہے دم کٹا بنا دو کہا اچھا اب دوبارہ اس نے سوئی ڈبو کر جب اس کو لگائی تو وہ پھر بولا ارے یار کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا شیر کا کان بنا رہا ہوں تو کہنے لگا چھوڑو کان کو بغیر کان کے شیر بنا دو اس نے کہا اچھا چلو کان بھی نہیں بناتے اب اس نے جب تیسری بار سوئی لگائی تو وہ پھر چیخا اور بولا ارے اب کیا بنا رہے ہو؟ اس نے کہا پاؤں بنا رہا ہوں تو کہنے لگا چھوڑو پاؤں کو لنگڑا ہی بنا دو اس نے کہا آپ کے بس میں شیر بنوانا نہیں ہے آپ کہیں اور جایئے۔

اسی طرح اگر آدمی خدا کے راستے میں حیل وحجت کرے وہ کبھی منزل پر نہیں پہنچ سکتا ہم دنیا میں بھی اس بات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ اگر ہم کسی بس میں بیٹھ جائیں اور اس پر لکھا ہوا بھی ہو کہ یہ لاہور کی بس ہے اور آپ ہر ایک کلومیٹر کے بعد ڈرائیور یا کنڈیکٹر سے پوچھیں کہ؟ بھائی یہ لاہور ہی جارہی ہے؟ کنڈیکٹر کہے گا بریک لگاؤ اس کو نیچے اتارو اور پاگل خانے بھیجو یہاں تو سمجھ میں آتا ہے کہ چپ کر کے بیٹھنا ہے چاہے وہ تمہیں لاہور کی بجائے کراچی لے جائے اور ایسا ہوتا بھی ہے کہ لاہور کا بورڈ لگا ہوتا ہے اور لے کہیں اور جاتے ہیں۔

میں آپ کے اسی ملتان شہر میں طالب علمی میں کراچی سے واپسی پر ٹرین سے اترا اور ایک بس والے سے پوچھا کہ بہاولنگر جانا ہے؟ اس نے کہا جی یہ بہاولنگر کی ہی بس ہے بیٹھ جایئے رات کا وقت تھا اس پر بیٹھ گیا اور میری آنکھ بھی لگ گئی آنکھ کھلی تو پتہ چلا کہ بہاولپور اتار دیا ہے تو بھئی اللہ والوں کی بس میں جب تم بیٹھ جاؤ تو کیوں بار بار پوچھتے ہو کہ جی کب منزل ملے گی؟ ہم نے طالبعلمی میں اپنے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے یہ بات سنی فرمایا! کہ اللہ اللہ سیکھنے میں ایسے ہو جاؤ خدا کا عشق سیکھنے میں خدا کے عاشقوں کے ساتھ ایسے ہو جاؤ جس طرح چکی چلانے والی عورتیں ہوتی ہیں کہ بوری دانوں کی رکھی ہے آمنے سامنے بیٹھی ہیں اور گپیں مار رہی ہیں اور چکی چلا رہی ہیں اگر وہ ہر چکر پر چکی روک کر یہ دیکھیں کہ کتنی گندم پس گئی؟ تو وہ کبھی ایک کلو بھی نہیں پیس سکتیں لیکن وہ گپیں مارتی رہتی ہیں اور چکی چلاتی رہتی ہیں گھنٹے دو گھنٹے کے بعد جو دیکھتی ہیں تو پوری بوری پس گئی ہوتی ہے اور دو من آٹا تیار ہو گیا ہوتا ہے اسی طرح میرے شیخ فرماتے ہیں کہ روزانہ اس بات کو کیوں دیکھتے ہو کہ مجھے شیخ سے فائدہ ہو رہا ہے کہ نہیں؟ بس لگ جاؤ چند مہینوں کے بعد خود دیکھو گے خدا کی محبت کا چسکہ لگ گیا خود کہہ دو گے کہ

چسکا لگا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا اے دوستو رہا نہیں

عشق کے لیے معشوق چاہیے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں عشق کی وجہ سے ممتاز کیا ہے اور عشق کے لیے معشوق چاہیے اور محبت کے لیے محبوب منطقی تقریر کر رہا ہوں منطقی انداز میں تو عشق کے لیے کیا چاہیے؟ معشوق اور محبت کے لیے کیا چاہیے؟ محبوب اور اگر محبوب ناقص ہوگا تو محبت بھی ناقص ہوگی اور اگر معشوق ناقص ہوگا تو عشق بھی ناقص ہوگا یاد رکھو آنکھ کی خوراک دیکھنے والے مناظر ہیں اور زبان کی خوراک بات کرنا ہے اور کان کی خوراک سننا ہے اور ہاتھ کی خوراک پکڑنا ہے اور پاؤں کی خوراک چل کر جانا ہے اور پیٹ کی خوراک روٹی پانی ہے اسی طرح میرے دوستو! دل کی خوراک محبت اور عشق ہے اگر محبوب ناقص ہوگا تو محبت ناقص ہوگی دل کی خوراک بھی ناقص ہوگی اگر محبوب کامل ہوگا تو محبت بھی کامل ہوگی اور دل کی خوراک بھی کامل ہوگی پیغمبر علیہ السلام نے پندرہ سو سال پہلے اس حقیقت کو واضح کر دیا ترمذی شریف کی روایت ہے! اے میری امت جس سے چاہے پیار ڈال کر دیکھ لو ایک دن وہ تمہیں چھوڑ دیں گے یا تم انہیں چھوڑ دو گے لہذا ان ناقص محبوبوں پر مت مرنا اس محبوب حقیقی پر مرو جس کو موت ہی نہیں آتی جس سے کبھی جدائی نہیں ہے آپ ﷺ فرمایا! اے لوگو تم جس سے چاہے محبت کرو تمہیں اس سے جدا ہونا پڑے گا تم نہیں ہو گے تو وہ جدا ہو جائے گا دنیا میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی میں محبت ہو اور وہ ہمیشہ رہے ہوں؟ بابا پھرتا ہے اکیلا لاٹھی لیکر اور اماں چلی گئی یا اماں پھرتی ہے لاٹھی لیکر اور بابا چلا گیا اماں چلی گئی تو بابا ویران پھرتا ہے رنڈوا ہو گیا اور بابا چلا گیا تو وہ بیوہ ہو گئی واہ واہ ختم ہو گئی شوہر چلا گیا تو واہ واہ ختم اسی طرح اگر باپ بیٹے کو محبت ہے تو بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے یا باپ چلا

جائے گا یا بیٹا چلا جائے گا اور اگر ماں بیٹی میں محبت ہے دوست کو دوست سے محبت ہے استاد کو شاگرد سے محبت ہے ان سب کو بالآخر جدا ہونا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا! کہ تو سارے محبوبوں پر غور کر لے اول تو یہ ہر وقت تیرے ساتھ رہنے والے نہیں بالآخر تجھے چھوڑ جائیں گے آپ ﷺ نے یہ فارمولا اس لیے دیا کہ میں اور آپ غور کریں اب ہمیں کس محبوب پر مرنا چاہیے؟ تو ایک اللہ تعالیٰ ہی کی ذات رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴾ (سورۃ الحدید آیت ۴) تم جہاں کہیں بھی ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں زمین کے اوپر ہو تب بھی زمین کے نیچے ہو تب بھی ۔

اللہ تعالیٰ کا عشق ہی دل کی کامل خوراک ہے

تو میرے دوستو! خدا پر مرو اور اپنے دل کو کامل خوراک دو جب دل کو کامل خوراک ملتی ہے تو پھر دل پریشان نہیں ہوتا آج میں اور آپ کیوں پریشان ہیں؟ اس لیے کہ جن سے میں نے اور آپ نے محبتیں پالی ہوئی ہیں وہ سب فنا ہونے والے ہیں ان میں فنائیت اور زوال کا اثر ہے جو ہمارے دل پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے آج ہمارے دل پریشان ہیں کیونکہ اس دل کو ناقص خوراک دی جارہی ہے جب ہم ناقص خوراک کھائیں گے اور ملاوٹ والا کھانا کھائیں گے، ملاوٹ والا گھی کھائیں گے اور ملاوٹ والی چائے پئیں گے تو لازمی بات ہے ہم نے بیمار ہی ہونا ہے صحت ہمیں کہاں سے ملے گی؟ اسی طرح جب ملاوٹ والی محبت اس دل کو دو گے تو اس دل نے کمزور ہی ہونا ہے اور یہ دل بیمار بھی ہو جائے گا اور اگر اس دل کو کامل محبوب کی محبت دو گے تو پھر یہ دل ہر وقت خوش رہے گا اور گلستاں رہے گا

ے

جس طرف رخ کیا تو نے گلستاں ہو گیا
تو نے رخ پھیرا جدھر سے بیاباں ہو گیا

میں رہتا ہوں ہردم جنت میں گویا
میرے باغ دل میں گلکاریاں ہیں

میرے دوستو! یہی فارمولا ہے دل کی مکمل صحت اور تندرستی کا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی محبوب بناؤ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی محبوب حقیقی اور معشوق حقیقی ہے۔

رحمت تلے کون؟

اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا پوری دنیا خدا کے غضب میں ہے اور لعنتی ہے رحمت سے دور ہے اور دنیا کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں فرمایا! الا ذکر الله مگر اللہ تعالیٰ کی یاد۔

اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی یاد اور ذکر میں شمار فرماتے ہیں اور فرمایا کہ عالم اور طالب علم جو اللہ تعالیٰ کے لیے علم پڑھا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے علم سیکھ رہے ہیں یہ بھی دنیا کی اس لعنت اور خدا کی رحمت کی دوری سے مستثنیٰ ہیں صرف چار چیزیں مستثنیٰ ہیں باقی ساری چیزیں خدا کی رحمت سے دور اور خدا کے غضب کے سائے کے نیچے ہیں جو دنیا میں خدا کے غضب کے سائے کے نیچے ہوگا وہ آخرت میں بھی جہنم کے دھوئیں کے سائے کے نیچے ہوگا اور جو دنیا میں خدا کی رحمت کے سائے کے نیچے ہوگا وہ قیامت کے دن بھی عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔

تو میرے دوستو! رسول ﷺ نے فرمایا کہ تو ہر محبوب پر غور کر لے پھر فیصلہ کر لے کس محبوب پر مرنا ہے؟ اسی لیے اللہ والے کہتے ہیں کہ یہ دل اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بنایا ہے باقی ساری چیزیں آپ کے لیے ہیں آپ ہاتھوں سے اپنا کام کرو۔

ہاتھ میں کاروبار ہو اور دل میں یار ہو

دل میں غیروں کومت بساؤ

آج جس کو دیکھو اس کے دل میں لاش پڑی ہے ان گلنے سڑنے والی لاشوں کو دل میں مت بساؤ کسی کمرے میں مردہ لاش پڑی ہو وہ چاہے آپ کی اماں تھیں یا ابا تھے یا بیوی تھی یا شوہر تھا بیٹی تھی یا بیٹا تھا کوئی بھی تھا کیا آپ وہاں رات گذار سکتے ہیں؟ وہاں بیٹھ کر کھا پی سکتے ہیں آپ تو صرف عبدالطیف ہیں آپ تو لطیف کے بندے ہیں آپ کا مزاج گوارہ نہیں کرتا کہ اس لاش کی موجودگی میں کھا پی سکیں تو وہ لطیف ذات کیسے اس دل میں آئے؟ جس دل کے اندر لاشیں پڑیں ہیں جب عبدالطیف کا یہ مزاج ہے تو خود لطیف کا کیسا مزاج ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کیسے اس دل میں آجائے؟ کیسے اس دل سے رابطہ کرلے جس میں غیر اللہ پڑے ہوئے ہیں؟ ان غیر اللہ کو دل سے نکالو۔اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں

لا الـــــــہ ہے مقدم کلمہ توحید میں
غیر حق جب جائے ہے حق دل میں آجائے ہے

میرے دوستو! ان غیروں کو اپنے دل سے نکالوتو اللہ تعالیٰ فوراً دل میں آجائے گا فاصلہ نہیں ہے جن کی وجہ سے خدا کو ناراض کر رہے ہو اور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کو جن کی وجہ سے چھوڑتے ہو تم ان کو اپنے دل سے نکالو اللہ تعالیٰ فوراً تمہیں مل جائیں گے فاصلہ نہیں ہے کہ سال کے بعد یا مہینے کے بعد یا ایک دن کے بعد بلکہ میں آپ حضرات سے کہتا ہوں ابھی یہیں بیٹھ کر نیت کرلو ہر غیر اللہ کو دل سے نکالنے کی تو انشا اللہ، اللہ تعالیٰ بھی ابھی تمہیں اپنا ولی اور دوست بنانے کا فیصلہ فرمالیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دیر نہیں ہے دیر ہماری طرف سے ہے دل کا برتن ہمارا خراب ہے ورنہ ساقی تو بیقرار ہے

ہم تو مائل بہ کرم کوئی سائل ہی نہیں

راہ دکھلائیں کسے کوئی راہبر و منزل ہی نہیں

اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں ؎

لا الہ ہے مقدم کلمہ توحید میں
غیر حق جب جائے ہے حق دل میں آ جائے ہے

اِدھر غیر اللہ دل سے نکلا اور اُدھر فوراً اللہ تعالیٰ دل میں آ گیا کوئی فاصلہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ فوراً ملے گا جنت تو ادھار ہے لیکن اللہ تعالیٰ ادھار نہیں ہے جنت کا مالک ادھار نہیں ہے اس لیے اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا جو مزا اس دنیا میں آتا ہے؟ اس کے سامنے جنت کا مزا بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا اس لیے کہ وہ ذات خالق لذات ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عاشق دل میں اللہ تعالیٰ کو رکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ﴿یٰاَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ٥ اِرْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ٥﴾ (سورۃ الفجر آیت ۲۷۔۲۸) اے وہ نفس مطمئنہ جس کو میرے نام سے اطمینان ملتا تھا راضی ہو کر خوش ہو کر تو اللہ تعالیٰ سے خوش اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش، چل اللہ تعالیٰ کی طرف راضی ہو کر ﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ﴾ (سورۃ الفجر آیت ۲۹) پہلے میرے پیارے بندوں میں ﴿وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾ (سورۃ الفجر آیت ۳۰) پھر جنت میں جانا

اس لیے کہ یہ میرے عاشق اپنے دل میں مجھے رکھتے ہیں جنت میں میری نعمتیں ہیں اور ان کے دل میں میں ہوں پہلے ان میں آ اور پھر جنت میں جا ﴿فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ﴾ (سورۃ الفجر آیت ۲۹) کیوں کہا؟ اس لیے کہ وہ حاملین منعم ہیں نعمتیں دینے والا ان کے دل میں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا ﴿فَاذْکُرُوْنِیْۤ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا پھر شکر کا ذکر فرمایا ذکر پہلے اور شکر بعد میں کیوں ہے؟ اس لیے کہ ذکر میں نعمت دینے والے کا تذکرہ ہے اور شکر میں نعمت کا تذکرہ ہے نعمت دینے والا پہلے ہے اور نعمت بعد میں ہے فرمایا پہلے میرا ذکر کرو پہلے مجھے یاد کرو پہلے تم میری ذات سے تعلق لگاؤ پہلے منعم پر قربان ہو جاؤ پھر نعمتوں کا بھی تمہیں مزا آئے گا۔

نعمت کا مزا منعم کی نسبت سے

میں نے اپنے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم شیخ العرب والعجم سے سنا میرے شیخ نے اپنے پیر حضرت مولانا الشاہ عبد الغنی پھولپوریؒ کے ساتھ ہندوستان میں اعظم گڑھ کے جنگل میں دس سال گزارے ہیں فرماتے ہیں کہ جنگل کا سناٹا ہوتا تھا اور وہاں حضرت کا چھوٹا سا مدرسہ تھا حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ وہاں رہا کرتے تھے سخت سردیوں کی راتوں میں حضرت جب تہجد کے لیے اٹھتے تھے تو سردی سے ہر شے جمی ہوئی ہوتی اس حالت میں حضرت خود کو کیسے گرم کرتے تھے؟ میں اور آپ تو اپنے آپ کو کمبل سے گرم کرتے ہیں اور رضائی سے گرم کرتے ہیں ہیٹر سے اور دوسری چیزوں سے خود کو گرم کرتے ہیں اور اللہ والے اپنے آپ کو کیسے گرم کرتے تھے؟ میرے شیخ نے فرمایا سردی کا موسم ہوتا تھا اور حضرت کے پاس اتنے کپڑے بھی نہیں ہوتے تھے معمولی لباس ہوتا تھا لوٹا ہاتھ میں ہوتا اور استنجا کے لیے جنگل میں جانا پڑتا تھا سردی کا موسم ہے اور ٹھنڈی ہوا بھی چل رہی ہے اب اپنے آپ کو گرمی کیسے دے رہے ہیں زبان پر یہ شعر آجاتا تھا کہ

عشق من پیدا و دلبر ناپدید

اے لوگو میرا عشق تو نظر آرہا ہے لیکن میرا محبوب نظر نہیں آتا میرا عشق نظر آرہا ہے کہ میں کسی کے لیے راتوں کو اٹھتا ہوں اس کو مناتا ہوں اس کے سامنے روتا ہوں میں

سجدے کرتا ہوں اس کے پاؤں میں پڑتا ہوں لیکن میرا محبوب نظر نہیں آتا

در دو عالم ایں چنیں دلبر کہ دید

دونوں عالم میں کوئی ایسا محبوب ہوتو دکھاؤ جس پر بن دیکھے لوگ ایسے قربان ہوتے ہوں فرمایا یہ شعر پڑھتے جاتے اور جنگل میں چلے جاتے وضوٹھنڈے پانی سے کرتے خدا کے عشق کی گرمی سے اپنے آپ کو گرم کر لیتے اور پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوتے فرمایا روزانہ کا یہی معمول تھا آٹھ آٹھ گھنٹے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

میرے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب نے دس سال تک ناشتہ نہیں فرمایا حالانکہ فرماتے ہیں میں اٹھارہ سال کا جوان تھا اور اٹھائیس سال کی عمر ہوگئی شیخ کے پاس حضرت عبادت کے لیے رات کے دو تین بجے اٹھتے اور اللہ، اللہ کرتے کرتے دوپہر کا ایک بج جاتا تھا حضرت پر عجیب کیف و مستی کی کیفیت طاری ہوتی فرمایا حضرت نے مسجد بھی تعمیر کی جس کی آدھی چھت پڑی اور آدھی نہیں پڑی دس سال تک اس کی آدھی چھت تھی اور آدھی نہیں تھی اسی کے نیچے بیٹھ کر عبادت کرتے بارش آجاتی تو چھت کے نیچے ہوجاتے ورنہ کھلے آسمان کے نیچے اللہ اللہ میں مصروف رہتے بس اسی طرح دس سال خدا کے عشق میں گزار دیئے کیونکہ خدا کے عاشق اسباب کے محتاج نہیں ہوتے کہ جی ایئر کنڈیشنڈ لگا ہوگاتو تب عبادت ہوگی ورنہ اللہ، اللہ نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے ہر حالت میں ہے ہر موسم میں ہے۔

تو میرے دوستو فرمایا ایک بجے پیرانی صاحبہ روٹی کیساتھ ارھڑ کی دال بھجتیں اسی طرح دس سال بیت گئے وہ ارھڑ کی دال کھاتے لیکن میں نے اپنے شیخ کو دیکھا جب بھی وہ دال کھاتے تو مست ہوجاتے اور فرماتے واہ واہ، واہ واہ، تو میں نے ایک دن ادب سے پوچھا حضرت آپ روزانہ دال کھارہے ہیں بندہ روزانہ مرغا بھی

کھائے تو اکتا جاتا ہے اور یہ ارہڑ کی دال ہی سالوں سے کھا رہے ہیں آپ ایسے مست ہوکر کھاتے ہی کہ پتا نہیں کیا لذت آرہی ہے تو حضرت رو پڑے فرمایا اختر تیری نظر دال پر ہے اور میری نظر کھلانے والے پر ہے میں جب دیکھتا ہوں کہ میرے اللہ تعالیٰ مجھے دال کھلا رہے ہیں تو بس میری مستی کا عالم مت پوچھو میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اپنی کیفیات کو بیان کر سکوں اسی کو میرے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا ؎

از لب نادیدہ صد بوسہ رسید

کہ نہ نظر آنے والے ہونٹوں سے سوسو بوسے میرے دل کو ملتے ہیں ؎

من چہ گویم روح چہ لذت چشید

میں بیان نہیں کر سکتا کہ میرے دل کو کیا مزا آتا ہے جب بندہ خدا کا ہو جاتا ہے تو کوئی بھی حالت ہو خدا اسے پھر یوں مزے دیتا ہے کہ

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

محبوب سلامت تو عاشق سلامت

کیونکہ عاشق کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ کہتا ہے میرا محبوب سلامت ہے تو میں بھی سلامت ہوں دیکھتے نہیں عشق کا حال غزوہ احد میں ایک ہی گھر کے چار صحابی ؓ شہید ہو رہے ہیں صحابہؓ کی ایک جماعت واپس آئی ایک خاتون کھڑی ہے چادر میں لپٹی ہوئی کسی نے اس سے کہا تیرا بھائی شہید ہو گیا اس نے کہا میرا بھائی شہید ہو گیا ؟ اچھا یہ بتاؤ حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ دوسرا قافلہ آیا کہا تیرا شوہر شہید ہو گیا تیسرا قافلہ آیا کہا کہ تیرا بیٹا شہید ہو گیا چوتھا قافلہ آیا کہا تیرے ابا شہید ہو گئے چار شہادتیں سن کر پھر بھی وہی سوال ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ کہا وہ خیریت سے ہیں اب جب

پانچواں قافلہ آیا تو سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو دیکھ کر ساری مصیبتیں ہلکی ہوگئیں یہ ہے عشق میرے دوستو! اس لیے میرے شیخ فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عشق و محبت کے لیے ہمیں منتخب کیا اور یہ مادۂ عشق و محبت اس لیے تھوڑی دیا ہے کہ ہم لاشوں اور غیر اللہ پر مریں کتنا بے وقوف ہے وہ انسان جو اس مادۂ عشق و محبت کو غیروں کے لیے استعمال کرے۔

مادۂ عشق و محبت بمنزلہ کچلہ وزن

میرے شیخ فرماتے ہیں یہ جو مادۂ عشق ہے یہ کچلے کی طرح ہوتا ہے جو ایک زہریلی بوٹی ہے جس کے پھل کے اندر زہریلا بیج ہوتا ہے اگر کوئی اس کو کچا کھائے گا تو مر جائے گا اس کی موت واقع ہو جائے گی اور اگر کوئی حکیم صاحب اس کا زہر اڑا کر اس کا کشتہ بنائے تو یہ حیات کا ذریعہ بن جاتا ہے اسی طرح یہ مادۂ عشق اگر آپ کچا استعمال کریں گے غیر اللہ پر عشق مجازی میں استعمال کریں گے تو یہ روحانی موت کا ذریعہ بن جائے گا اور اگر کسی اللہ والے سے آپ اس کے اندر سے نفس پرستی کا جوہر نکلوا کر اسے کشتہ بنوالیں تو یہ حیات جاودانی کا ذریعہ بن جائے گا۔

اصل شے اللہ تعالیٰ کا عشق و محبت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ملفوظ ہے جو میں نے حضرت نواب قیصر صاحب دامت برکاتہم سے اپنے شیخ کی موجودگی میں خود سنا اور انہوں نے حضرت تھانویؒ سے براہ راست سنا حضرت نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ کوئی بھی چیز کام آنے والی نہیں حضرت خواجہ مجذوبؒ جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ بھی تھے اور جانشین بھی انھوں نے پوچھا حضرت یہ نعمت کیسے حاصل ہوگی؟ حضرت نے فرمایا اہل محبت کے قدموں میں رہ پڑو تو تمہیں خدا کی محبت کی نعمت مل جائے گی کیونکہ اہل محبت جلدی منزل پا جاتے ہیں اور انہیں جلدی منزل مل جاتی ہے۔

ہر کام میں صرف یہ دیکھا جائے گا کہ میری محبت اسکے پیچھے کتنی ہے اس پر ہر عمل کی قیمت لگے گی آپ نے نماز پڑھی آپ نے قرآن پڑھایا آپ نے حدیث پڑھائی آپ نے عبادت کی آپ نے حج کیا ہر عمل میں ہر کام میں صرف یہ دیکھا جائے گا کہ میری کتنی محبت کی بنیاد پر کیا اس لیے میرے شیخ فرماتے ہیں حج اور عمرے تو انسان کر آتا ہے اللہ تعالیٰ کا گھر تو دیکھ آتا ہے لیکن گھر والے کے ساتھ تعارف نہیں ہے جب گھر والے کے ساتھ تعارف نہیں تو جانے کا مزا کیسے آئے گا؟ تین سال پہلے مدینہ شریف حاضری ہوئی تو ایک دوست ملے جو وہاں انجینئر تھے میں نے پوچھا کب سے یہاں ہیں؟ کہنے لگے مجھے یہاں پچیس سال ہو گئے میں نے ان کی شکل وصورت دیکھی میں نے کہا مجھے تو لگتا ہے آپ آج ہی آئے ہیں کہا نہیں نہیں حضرت میں پچیس سال سے یہاں ہوں تو خیر میں نے ان سے کہا اچھا ٹھیک ہے آپ دو چار دن میرے ساتھ رہیں انہیں سمجھایا کہ یہ مدینے والے کے پاس موجود دولتیں لوگ کیسے لوٹ کر لے جار ہے اور آپ نے اپنا کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟ تو الحمد للہ انہیں کچھ احساس ہوا اور سنت پر بھی آ گئے اب وہ خود کہتے ہیں جب سے آپ نے گنبد خضراء والے سے تعارف کرایا ہے بس دل کا حال مت پوچھو واقعی اب ایسے لگتا ہے کہ پہلے ایسے ہی رہے گھر تو دیکھا لیکن گھر والے کو نہ دیکھا نہ ہی اس کا تعارف ہوا میرے دوستو اگر گھر والے کے ساتھ تعارف ہوتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا اس لیے میرے شیخ حضرت مولانا الشاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ گھر جانا ہو تو گھر والوں کا تعارف لیکر جاؤ تا کہ گھر جانے کا مزا آئے۔

بیت اللہ میں غیر اللہ کی تلاش

وہاں جا کر بھی کیا کرتے ہیں عین اللہ تعالیٰ کے گھر کے سامنے عین گنبد خضراء کے سامنے غیروں کو دیکھ رہے ہیں کوئی ترکی کی عورتوں کا ڈیزائن دیکھ رہا ہے کوئی

فلپائن کی عورتوں کا ڈیزائن دیکھ رہا ہے کوئی انڈونیشیاء کی عورتوں کا ڈیزائن دیکھ رہا ہے وہ حاجی صاحب ڈیزائن دیکھنے میں مشغول ہیں بتاؤ خدا کو کتنی غیرت آتی ہوگی کہ یہاں تجلیات کی بارش ہو رہی ہے اور میرے گھر کو دیکھنا بھی ثواب ہے حدیث شریف میں آتا ہے روزانہ ایک سو دس رحمتیں خانہ کعبہ پر نازل ہوتی ہیں ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور دس رحمتیں صرف خانہ کعبہ کو محبت سے دیکھنے والوں کو ملتی ہیں خدا کے گھر کو دیکھنے پر رحمتیں مل رہی ہیں خدا مل رہا ہے اور غیر اللہ کو دیکھنے پر خدا کا غضب سر پر آ رہا ہے اور خدا کے عشق و محبت میں دل ڈوبا ہوا نہیں ہے تو وہاں بھی غیر اللہ کو دیکھ کر مزے تلاش کیے جا رہے ہیں کیونکہ گھر والے سے تعارف نہیں ہے اسی طرح مدینے شریف جا رہے ہیں اور وہیں پر سنتوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور داڑھی بھی منڈوائی جا رہی ہے مدینہ کی سر زمین پر تو پیغمبر علیہ السلام کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی ہمارے بزرگوں میں حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ جن کی میں نے اپنے شیخ کے ساتھ کئی مرتبہ زیارت کی اور ان بزرگوں کی آپس کی صحبت اور آپس میں گفتگو کے بھی مزے لیے الحمد للہ حضرت کا ایک عجیب عاشقانہ انداز تھا بس ہر وقت اللہ اللہ زبان پر رہتی تھی چلتے تھے تو پتا چلتا تھا کہ کوئی مست مولا جا رہا ہے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ سنت کو قتل کر کے جو روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتا ہے پیغمبر علیہ السلام اس سے اپنا چہرہ انور پھیر لیتے ہیں اور اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں کہ میرے دربار میں آ کر بھی غیروں کی شکل بنائی ہوئی ہے کس بات کا میرا عاشق ہے تو؟ تجھے میرے عشق کی چوٹ ہی نہیں لگی

جب چوٹ ہی نہیں کھائی دل پر تو زخم جگر دکھاؤں کیا
جب نہیں دل میں کیف و مستی تو پھر گنگناؤں کیا

اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں کیسے آئے گی؟

میرے دوستو! بس مضمون ختم ہو رہا ہے پانچ کام کرلو نمبر (1) ذکر کرنا خدا کی محبت حاصل کرنے کے لیے ذکر کیا کرو قرضے اتارنا، شادی کرنا، مکان بنانا، مقدمہ جیتنا، ان کاموں کے لیے تو وظیفے کرنے آتے ہیں کبھی ظالم وظیفہ اس لیے بھی کرلیا کر کہ خدا کی محبت نصیب ہو جائے اور خدا میرا ہو جائے میں خدا کا ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اللہ تعالیٰ کے لیے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ ہمارے سلسلے کے بڑے بزرگ ہیں جب بیت اللہ میں پہلی مرتبہ حاضری ہوئی تو بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہی کہا ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلبگار تیرا

کیوں کہ جس کو رب مل گیا اس کو سب مل گیا

شیخ جو ذکر بتلائے وہ پابندی سے کرے یہ نہیں کہ ایک دن خوراک کھالے پھر بھوکا رہے کیا تم کھانا کھانے میں ایسا کرتے ہو؟ کھانا کھانے میں روٹی پانی میں کبھی ناغہ ہوتا ہے؟ چاہے کتنی ہی مصروفیت ہو کیسی ہی پریشانی کیوں نہ ہو تو کہتے ہو یار روٹی تو کھانی ہے نہیں کھائیں گے تو مر جائیں گے اسی طرح میرے دوستو ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے میرے شیخ فرماتے ہیں جب روح کو فاقہ دو گے اور نفس کو تم خوراک روزانہ دے رہے ہو تو نفس روح پر غالب آجائے گا گناہ کرائے گا نمبر (2)

تقویٰ اختیار کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی قیمت بہت سستی رکھی یعنی وہ کام نہ کرو جن سے میں ناراض ہوتا ہوں بغیر کام کیے میں تمہیں مل جاؤں گا ہے کوئی ایسا مالک جو بغیر کام کے مزدوری دیتا ہو؟ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کام نہ کرو آرام سے رہو یعنی کون سے کام نہ کرو؟ جن

کاموں سے میں ناراض ہوتا ہوں تم وہ کام نہ کرو تو میں اپنی ولایت اور دوستی تمہیں دے دوں گا بس کام نہ کرو اور دام لے لو۔ آپ کے ملتان شہر میں شاید ہی کوئی ایسا فیکٹری والا ہوگا یا کوئی ایسا مالک جو بغیر کام کے مزدوری دے گا؟ کوئی بھی نہیں ہے ایسا لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کیونکہ شان کرم والی ذات ہے اس لیے فرمایا وہ کام نہ کرو جن سے میں ناراض ہوتا ہوں تو میں اپنی دوستی اور ولایت تمہیں دے دوں گا۔

میرے دوستو تقویٰ اختیار کرو اور اس بات کو چھوڑو کہ یہ چھوٹا گناہ ہے کہ بڑا؟ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں لکھا کہ چھوٹا گناہ چھوٹا بچھو ہے اور بڑا گناہ بڑا بچھو ہے۔ ہے کوئی تم میں سے تیار کے چھوٹا بچھو تو ڈس لے اور بڑے بچھو سے بچ جاؤں؟ ہر ایک کی یہی کوشش ہوگی کہ نہیں جی نہ چھوٹا بچھو ڈسے نہ بڑا بچھو اسی طرح چھوٹا گناہ قبر میں چھوٹا بچھو بن جائے گا اور بڑا گناہ قبر میں بڑا بچھو بن جائے گا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا حضرت چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ میں کیا فرق ہے؟ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رو پڑے فرمایا کہ تو چھوٹے بڑے کا فرق پوچھتا ہے یہ دیکھ تو نافرمانی کس کی کر رہا ہے ان کی عظمتوں کو دیکھ اور اپنی نافرمانی کو دیکھ اور پھر فرمایا اے ظالم تو بند کمرے میں گناہ کر رہا ہوتا ہے پردہ ہوا سے ہلتا ہے تو ڈر جاتا ہے کہ کوئی آ گیا، کوئی آ گیا، اے ظالم ﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (سورۃ الحدید آیت ۴) جو ذات ہر وقت تیرے ساتھ ہے اس سے تجھے حیا نہیں ہے اور آنے والے سے حیا ہے جو تیری طرح مخلوق ہے فرمایا گناہ سے بچے اور اس کے لیے ہمت کرے ہمت سے کام لے اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی حکم تھوڑی دے دیا ہے؟ ہم میں طاقت ہے بچنے کی اس نفس اور شیطان کی کیا مجال کہ زبردستی ہم سے گناہ کرائے شیطان نے تو پہلے ہی ہاتھ اٹھا دیا تھا ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ (سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۶۰) اے اللہ تعالیٰ جو تیرے مخلص بندے ہیں جو تیری

مدد دے جائیں گے ان پر میرا بس نہیں ہے میں ابھی سے اقرار کرتا ہوں نمبر (3)

نعمتوں کا شکر

خدا نے کیسی کیسی نعمتیں ہمیں دی ہیں کیوں کہ جب انسان نعمتوں کو یاد کرتا ہے تو پھر دینے والے منعم سے محبت ہوتی چلی جاتی ہے یہ نہ دیکھو کہ میرے پاس سائیکل ہے میرے بھائی نے تو موٹر سائیکل لے لیا میرے پاس کیا ہے؟ بھائی یہ بھی خدا کا فضل ہے تو اس کو دیکھ جو پیدل چل رہا ہے حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لے جارہا تھا میں پیدل چل رہا تھا گھوڑوں والے گزر رہے تھے اونٹوں والے گزر رہے تھے میرے دل میں ذرا سا خیال پیدا ہوا کہ میرے پاس بھی سواری ہوتی میں تو پیدل جارہا ہوں پتہ نہیں کب پہنچوں گا؟ خیر میں چلتا رہا آگے گیا تو مجھ پر حیرت کا دورہ پڑ گیا میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی نہ دونوں ٹانگیں تھیں نہ دونوں بازو تھے اس نے اپنے آپ کو چمڑے میں باندھا ہوا تھا اور گیند کی طرح گھومتا ہوا جارہا تھا میں نے اس کو سلام کیا تو وہ رک گیا میں نے کہا بھئی کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا حج کے لیے جارہا ہوں میں نے کہا کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا بخارا سے میں نے کہا کب سے چلے ہو؟ اس نے جواب دیا آج دسواں سال ہے گھر سے چلے ہوئے دسواں سال؟؟؟ میری چیخ نکل گئی اور فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی کہ اللہ تعالیٰ معاف کردے تو نے مجھے سالم ٹانگیں تو دی ہیں میں چل تو رہا ہوں فرماتے ہیں جب میں حرم میں پہنچا تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اسی طرح گھوم گھوم کر بیت اللہ کا طواف کررہا تھا میرے دوستو! خدا کی ہم پر بے شمار نعمتیں ہیں اور جس وقت مصیبت ہم پر آئی ہوتی ہے اس وقت بھی بے شمار نعمتیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں لیکن ہم مصیبت کو تو دیکھتے ہیں اور نعمت کو نہیں دیکھتے حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی بڑی صاحبزادی حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ وہ حضرت مفتی صاحبؒ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں ابا

جان دانتوں میں درد ہے اور بہت زیادہ شکایت کرنے لگیں تو مفتی صاحبؒ نے پوچھا کتنے دن بعد تکلیف ہوئی ؟ کہا کہ چالیس سال میری عمر ہو رہی ہے اور اب مجھے تکلیف ہو رہی ہے تو حضرت رو پڑے فرمایا کہ چالیس سال تک جس نے دانتوں کو سلامتی سے رکھا اس نعمت پر تو نظر نہ گئی اور ایک دن تکلیف آئی تو اس پر شکایت ہو رہی ہے حضرت اماں رابعہ بصریہؒ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی ہر بندہ دیکھ کر کہتا تھا کہ کسی مرض میں مبتلا ہے تو آیا اور کہنے لگا اماں دعا کر دو سر میں بہت درد ہے اماں فرمانے لگیں ظالم یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟ تمیں چالیس سال تک تو اللہ تعالیٰ نے تیرے سر میں درد نہ کیا تو تو نے کبھی شکر کی پٹی بھی باندھ کر دکھائی ؟ کہ میں رب کا شکر گزار ہوں اور اب تھوڑی سی تکلیف آ گئی تو شکایت کی پٹی باندھے پھرتا ہے اس لیے دوستو نعمتوں پر غور کیا کرو تا کہ منعم سے محبت ہو جائے ۔ نمبر (4)

اہل اللہ کی صحبت

جس سے تینوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ ہے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا بغیر صحبت کے کام بننے والا نہیں اللہ والوں کا دامن پکڑ لیجئے اور ان کی مان کر چلئے اور ان کے سامنے مردہ بدست زندہ ہو جایئے۔

اطلاع واتباع واعتقاد وانقیاد!

یہ چار چیزیں جب ہوتی ہیں تو مرید منزل پر پہنچ جاتا ہے (1) شیخ کو اپنے حالات کی اطلاع کرو (2) جو کچھ بتائیں اس کی اتباع کرو (3) ان پر اعتماد رکھو کہ انشا اللہ تمہیں منزل تک پہنچا دیں گے (4) ان کے سامنے مردہ بدست زندہ ہو جاؤ اور ان کے سامنے اپنے رائے کو فنا کر دو جو فرما دیں اس پر عمل کرو انشا اللہ تمہارا کام بن جائے گا اگر چہ ظاہر میں تمہیں نقصان بھی نظر آئے لیکن نتیجے میں انشا اللہ فائدہ ہی ہوگا پیغمبر علیہ السلام نے رائے دی کہ صلح حدیبیہ ہونی چاہیے صدیق اکبرؓ کے عشق کا مقام

دیکھو کہا کہ بالکل ٹھیک باقی صحابہؓ نے کہا پتہ نہیں کیا ہوگا؟ تو قرآن نازل ہو گیا ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا﴾ (سورۃ الفتح آیت ۱) اس کو فتح قرار دیا جس میں بظاہر نقصان نظر آرہا تھا پھر وہی صلح حدیبیہ فتح مکہ کا ذریعہ بنی۔

(۵) دعا کا اہتمام

اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کو مانگتا رہے اور یہ دعا سرکار دو عالم ﷺ کی ہے ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ﴾ اللہ تعالیٰ میں آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں ﴿وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ﴾ اور آپ سے محبت کرنے والوں کی محبت مانگتا ہوں ﴿وَحُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ﴾ اور ان اعمال کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے آپ سے قریب کردیں۔

آخری بات کر کے بیان ختم کرتا ہوں حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان اللہ والوں کی محبت کو کیوں رکھا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ تیری محبت مانگتا ہوں اور تیرے محبت کرنے والوں کی محبت مانگتا ہوں اور نیک اعمال کی محبت مانگتا ہوں تو فرمایا اللہ والوں کی محبت کو درمیان میں اس لیے رکھا کہ جب اللہ والوں کی محبت تمہیں نصیب ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی مل جائے گی اور نیک اعمال کی محبت بھی نصیب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

عرض مرتب

یہ وعظ سیدی مرشدی حضرت والہ دامت برکاتہم العالیہ نے ۹ اپریل ۲۰۰۹ بروز جمعرات بعد نماز عشاء تقریباً ۹-۴۵ پر مدرسہ عائشہ صدیقہؓ نیو لطیف آباد وہاڑی روڈ ملتان میں ایک بڑے مجمع سے بیان فرمایا جس میں کثیر تعداد علماء طلباء اور طالبات کی بھی موجود تھی۔ حاضرین مجلس پر ایک عجیب کیف ومستی کی کیفیت طاری تھی
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت والہ دامت برکاتہم کے اس وعظ کو حضرت والہ کے لیے اور جملہ خدام کے لیے صدقہ جاریہ بنادے اور قیامت تک کی امت مسلمہ کیلئے نافع بنائے اور امتِ دعوت کیلئے بھی حق کی قبولیت کا ذریعہ بنادے
اور سارے انسانوں کو عشق حقیقی عطا فرمائے (آمین یارب العالمین)

ملتان کے بیان پر حضرت جی دامت برکاتہم کا تبصرہ

عشق حقیقی کیا ہے؟ یہ ملفوظ حضرت جی دامت برکاتہم نے 27-04-2009 بروز پیر کو بعد نماز عصر خانقاہ بہاولنگر میں فرمایا کہ ملتان میں جو بیان ہوا ہے اس کا نام عشق حقیقی کیا ہے؟ رکھنا ہے

عشق اور فسق

فرمایا عشق کیا ہے اور فسق کیا ہے؟ آج لوگوں نے غیر اللہ پر مرنے کا نام عشق رکھا ہے لیکن وہ تو فسق ہے اور گناہ ہے عشق وہ ہے جو بہار ہے مومن کے دل کی بہار تو تب ہے جب خالق بہار پر فدا ہو جائیگی تب عشق ہے اس بیان میں اس بات کو سامنے رکھا گیا ہے کہ عشق حقیقی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہم میں جتنے بھی جذبات پیدا کیے ہیں ان میں ہر چیز کا صحیح مصرف لوگوں کو عام طور پر معلوم ہے اور ان کا تذکرہ بھی عام طور پر ہوتا رہتا ہے کہ جیسے شہوت پیدا کی اس کا صحیح مصرف معلوم ہے کہ شادی کرو بچے پیدا کرو بھوک پیدا کی اس کا صحیح مصرف معلوم ہے کہ حلال کھاؤ تا کہ بدن میں طاقت آئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کریں لیکن یہ جو محبت کا وصف اللہ تعالیٰ نے ہم میں پیدا کیا ہے کہ کسی پر دل فدا کر دینا اس کا صحیح مصرف کیا ہے؟ اس کا عام طور پر لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہے وہ یہی جانتے ہیں کہ اس کا مصرف آنکھ مٹکا اور عشق معشوقی ہے تو بس اس بیان میں اس وصف کا صحیح مصرف بتایا گیا ہے کہ یہ کیوں دیا ہے اللہ تعالیٰ نے؟ اس لیے نہیں کہ غیروں پر مرو دنیا پر مرو بلکہ اس لیے دیا ہے کہ مجھ پر مرو۔

اس طرح فدا ہو جانا حق پر اور اپنے ذاتی مفادات کو فنا کر کے رب کو راضی کرنا یہ مثال صرف انسان ہی پیش کر سکتا ہے فرشتہ پیش نہیں کر سکتا اس کے ذاتی مفاد ہی کوئی نہیں ہے نہ بیوی ہے نہ بچہ ہے اور نہ کوئی اور مسئلہ ہے اور ہمارے ہزاروں مسائل ہیں ہم ان مسائل میں گھر کر بھی رب کو راضی رکھتے ہیں اسی کو ہمارے حضرت کہتے ہیں کہ

جھاڑیوں کے کانٹوں میں غنچہ گھرا ہوتا ہے کلی گھری ہوتی ہے اس کے گرد سب جھاڑیاں ہیں اس کو جب بادصبا کا تھپیڑا لگتا ہے وہ پھول بن جاتا ہے اس کی خوشبو پھیلتی ہے اتنے کانٹوں کے باوجود بچ جاتا ہے اتنے مسائل کے باوجود انسان اللہ تعالیٰ کی خوشبو سے رنگا جاتا ہے اتنے مسائل میں گھرے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خوشبو میں رنگا ہوا ہے اس کی خوشبو پھیل رہی ہے اور ایک عالم اس سے مست ہو رہا ہے حالانکہ اس کے اردگرد بھی وہی مسائل ہیں کہ بیوی بھی ہے بچے بھی ہیں دوست بھی ہیں بھوک بھی ہے بیماری بھی ہے سب کچھ ہے لیکن پھر رب پر فدا ہے تو دوسروں کے لیے مثال بن جاتا ہے فرشتے ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے جبرائیل علیہ السلام کو کیا غم تمہارا بچہ بیمار ہے اس کو کیا پتہ؟ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہم میں سے بنایا اگر فرشتوں میں سے بنایا ہوتا تو صحابیؓ جا کر کہہ رہا ہے کہ میری بیوی بیمار ہے دعا کر دیں وہ کہتا بیوی کیا ہوتی ہے؟ چلو جا کر اللہ اللہ کرو ان کو کیا پتہ ان کو کیا غم ہے پیغمبر علیہ السلام ہم میں سے تھے آپ ﷺ کا اپنا بچہ فوت ہو رہا ہے آپ ﷺ کو غم ہو رہا ہے آپ کے آنسو نکل رہے ہیں آپ کی بیٹی بیمار ہے آپ نے کہا عثمانؓ میری بیٹی بیمار ہے تو جا اس کی تیمارداری کر تو بدری صحابہ میں سے ہیں مال غنیمت بھی بدری صحابہ جیسا ملے گا بدر میں نہیں گئے لیکن بدری صحابی کہلاتے ہیں اور یہ دکھ تکلیف پیغمبر علیہ السلام محسوس کر سکتے ہیں اگر فرشتے ہوتے تو کیا دکھ کیا غم۔

زندہ پیر سے فیض

یہی وہ راز ہے کہ زندہ پیر سے فیض اٹھاؤ جو چلے گئے وہ تمہیں فیض نہیں دیں گے کیونکہ عالم روحانیت ان پر غالب ہے وہ تمہارے جسمانی مسائل حل نہیں کر سکتے وہ اور عالم میں چلے گئے اب کیسے صبر کرنا ہے کیسے شکر کرنا ہے کیسے کام کرنا ہے جو آپ کے دکھ کو محسوس کرے گا وہی آپ کو اس کا طریقہ بتائے گا آپ کسی ولی اللہ کی قبر پر چلے

جاؤ اور جا کر اس کو کہو تو وہ کہے گا مجھے تمہاری اس تکلیف کا ادارک ہی نہیں ہم یہاں جنت میں بیٹھے ہیں ہمیں کیا پتہ بیماری کیا ہوتی ہے تکلیف کیا ہوتی ہے ہاں ان کی برکت ملے گی فیض نہیں ملے گا تربیت نہیں ملے گی تربیت صرف زندہ پیر ہی کرے گا ہمارا جاہلانہ تصوف نہیں عالمانہ تصوف ہے ۔

انسان بغیر درددل کے مٹی کا کھلونا

ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ اگر درددل حاصل نہیں کیا تو مٹی کھلونا ہے یہ بھی ایک دن دفن کر دیا جاتا ہے جیسے مٹی کا کھلونا لے آؤ بچے کھیلتے رہتے ہیں اور جب ٹوٹ جاتا ہے تو پھر کیا حال ہوتا ہے پھینک دیتے ہیں بس ختم مٹی مٹی میں مل گئی اور اگر درددل نہیں تو یہ بھی مٹی کا کھلونا ہے ایک دن دفن کر دیا جائے گا اور اگر درددل ہے تو یہ مٹی قیمتی ہے ورنہ آب وگل ہے گل گیلی مٹی کو کہتے ہیں گارے کو یہ انسان بھی آب وگل ہے اگر درددل نہیں یہ کچھ بھی نہیں سوائے مٹی کے ڈھیلے کے ہمارے حضرت فرماتے ہیں ؎

دشمنوں کو عیش آب و گل دیا
دوستوں کو اپنا درددل دیا
ان کو ساحل پر بھی طغیانی ملی
مجھ کوطوفانوں میں بھی ساحل دیا

درددل کی قیمت

یہ درددل جو ہے اس کی بڑی قیمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غم انسان کو لگ جائے ہمہ وقت اس کا خیال ہو اس کو راضی کرنے کی فکر ہو پھر ہر ہر عمل ہمارا آخرت ہے ہر عمل میں یہ کوشش ہو گی کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کیا جائے تو اس کی نیت کرے گا جب نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو کام بن گیا اور اصل تو نیت ہی ہے اس

لیے سرکار دو عالم ﷺ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا کہ یہاں تک کہ کوئی لقمہ بھی تو اپنی بیوی کے منہ میں دے گا وہاں پر بھی اگر تو ثواب کی نیت کرے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس پر بھی تجھے اجر مل گیا۔

اب بظاہر تو آپ نے ایسے عمل کو اختیار کیا جو خالصتاً شہوت کا عمل ہے لیکن اس میں بھی آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا طریقہ بتلا دیا یہ ہے دردِ دل جو اہل دل کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا کوئی لاکھ کتابیں پڑھ لے رات دن گھر میں بیٹھ کر تسبیح پھیرے لیکن جب تک کسی حامل دردِ دل کے پاس نہیں بیٹھے گا یہ حاصل نہیں ہوگا اس لیے امام غزالیؒ نے تو صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحبت سے متاثر ہونے کا جو وصف ہم میں رکھا ہے وہ صرف اس لیے ہے تا کہ ہم ولی کی صحبت سے ولی بن جائیں اس کے سوا اس وصف کا اور کوئی مقصد نہیں نبی کریم ﷺ کی صحبت سے صحابیؓ بنے اور صحابیؓ کی صحبت سے تابعی بنے اور تابعی کی صحبت سے تبع تابعی بنے اسی طرح قیامت تک آنے والے اولیاء کرام کی صحبت سے لوگ ولی اللہ بنیں گے صرف اسی لیے یہ صحبت سے متاثر ہونے کا وصف دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اور کسی مخلوق میں نہیں رکھا ہرن اور سور کو اکٹھا کرو ہرن ہرن ہی رہے گا سور سور ہی رہے گا ان کی خو میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی مکھی اور پروانے کو کسی شیشی میں اکٹھا رکھو مگر مکھی شیشی سے نکلتے ہی گندگی پر گرے گی اور پروانہ نکلتے ہی شمع پر جان دے گا ایک دوسرے کا کوئی اثر نہیں لے گا چاہے ان کو سو سال اکٹھا رکھو اور آدمی اگر چند دن کسی اللہ والے کے پاس رہتا ہے کتنا ہی گندا کیوں نہ ہو لیکن اللہ والا بن جاتا ہے وہ دل جو گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اللہ والا دل بن جاتا ہے اسی لیے عارفین کی عبادت کی کمیت کم ہوتی ہے گو بہت لمبی چوڑی عبادت نہیں کرتے کہ ساری رات مصلے پر ہی رہیں لیکن کیفیت زیادہ ہوتی ہے کیوں کہ وہ ہر جگہ سے اپنے دل کے لیے مال نکالتے رہتے ہیں اور جب کہ دوسرا یہ سمجھ

رہا ہے کہ مسجد جاؤں گا تو تبھی اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے اور عارف جہاں بھی بیٹھا ہے وہیں سے اللہ تعالیٰ کو خوش کر رہا ہے لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا کتنا تیل نکالے گا؟ ایک آدمی کے پاس ایک ہی کنواں ہے وہ اس سے تیل نکالتا ہے اور دوسرا آدمی ہر ایک جگہ سے تیل نکال رہا ہے تو وہ کتنا زیادہ تیل نکالے گا؟ اس لیے کہتے ہیں کہ عارفین کے عمل کی کمیت کم اور کیفیات بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لیے صحابیؓ نے جوش میں آکر کہا کہ ساری رات عبادت کروں گا ایک اور صحابیؓ نے کہا کبھی شادی نہیں کروں گا ایک نے کہا ہمیشہ روزے رکھوں گا تو آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے نہیں دیکھتے؟ میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں میں روزے بھی رکھتا ہوں میں افطار بھی کرتا ہوں میں رات کو سوتا بھی ہوں میں رات کو جاگتا بھی ہوں لیکن میرے دوستو! نماز، روزے اور تمام اعمال میں جو کیفیات سرکار دو عالم ﷺ کی ہیں پوری امت اکٹھی ہو جائے ایسی کیفیات پیش نہیں کر سکتی کیونکہ جس درد دل سے اور تعلق مع اللہ کی کیفیت سے سرکار دو عالم ﷺ نے عبادت کی پوری کی پوری امت ویسے نہیں کر سکتی۔